PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز رائٹرز کے لئے آفر بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ آپ کے ناولز کے کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھاہیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM

استاد

ابراهیم عبدالهادی

اسے خدا سے ایک ہی شکوہ تھا کہ اسے کالا کیوں بنایا، اگر وہ بھی گوری ہوتی تو لوگ اسے بھی عزت دیتے۔ اسی ناراضی میں اس نے تعلیم کی جانب بھرپور توجہ دی، جنون کی حد تک حصول علم کی شناور بن گئی۔ اسی کانتیجہ ہے کہ اس کا نام عالمی طور پر مشتہر ہوا۔ دنیا کے بہترین اساتذہ میں اس کا نام شامل کرلیا گیا۔

ایک مشعل راہ بن جانے والی کا تذکرہ

کیریبین جزائر میں واقع 'جمیکا' کی گیارہ سالہ رہائشی 'کیشیا تھورپ' سے جب کوئی دریافت کرتا کہ انسانی زندگی کا سب سے بڑا آزار کیا ہے تو وہ برملا کہتی۔

''سیاہ فام ہونا اس کائنات کا سب سے بڑا دکھ اور آزار ہے۔''

کیشیا نے بچپن سے ہی اپنے رنگ ونسل کے باعث تحقیر، تذلیل اور کرب برداشت کیا تھا۔ اس کا آبائی وطن خوبصورتی اور دلکشی میں اپنی مثال آپ تھا۔ دنیا بھر سے

Protected with free version of Watermarkly. Full version doesn't put this mark.

سیاح یہاں آتے۔ کیشیا ان سیاحوں کو دیکھنے ان کے لباس اور انداز و اطوار میں بے حد دلچسپی محسوس کرتی۔ وہ کسی نہ کسی بہانے ان کے گرد منڈلایا کرتی۔ ان کے وجود سے پھوٹنے والی خوشبو اسے کسی نامعلوم دیس کے ان دیکھے سحر میں جکڑ دیا کرتی۔ اس کی یہ خوشی اور سنسنی لمحاتی ہی ثابت ہوتی۔ کیشیا کی رنگت اور چپٹے نقوش کی وجہ سے اکثر سیاح اسے دھتکار دیا کرتے۔

”دور ہو جاؤ یہاں سے۔ کیوں منڈلا رہی ہو یہاں؟“ ایک سرخ و سفید نرم و نازک اور طرح دار سی خاتون نے اسے درشتی سے کہا۔

”میں تو بس......وہ.....آپ.....یوں ہی۔“ کیشیا ہکلا گئی۔

”اپنا سامان اچھی طرح دیکھو۔ کہیں اس نے کچھ چرایا تو نہیں۔“ خاتون کے مرد ساتھی نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

کیشیا کی عزت نفس لمحہ بھر میں ہی پاش پاش ہو گئی۔

”میں چور نہیں ہوں۔ میں یہاں چوری کے لیے نہیں آئی۔“ وہ تڑپ کر بولی۔

”آئی ہی کیوں ہو یہاں؟ دفع ہو جاؤ! اچھا خاصا موڈ غارت کر دیا۔“ خاتون نے نفرت سے اسے دیکھا۔

”قدرت کے رنگ بھی نرالے ہی ہیں۔“ مرد کہنے لگا۔ ”اس قدر خوبصورت علاقے میں ایسی بدصورتی بھیج دی۔ پتا نہیں کیا حکمت تھی اس کی۔“

”ایسی بدصورتی یہاں ہر ایک چپے میں بکھری ہوئی ہے۔ میرا تو انہیں دیکھ دیکھ کر ہی دل متلانے لگتا ہے۔“ خاتون نے ابکائی لی۔

کیشیا کا دل مزید خون ہو گیا۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے گھر چلی آئی۔

”کیا ہوا ہے؟ اتنی مضطرب کیوں ہو؟“ والدہ نے دیکھتے ہی اس کی کیفیت بھانپ لی۔

”ہونا کیا ہے! پھر کسی نہ کسی سیاح کے پاس گئی ہو گی اور بدلے میں خاصی عزت افزائی کروا آئی ہو گی۔“ اس کی جڑواں بہن تریشا نے اپنی کتاب سے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔

تریشا ایک بے حد پڑھاکو اور محنتی لڑکی تھی۔ وہ مستقبل میں ڈاکٹر بننے کی خواہش مند تھی۔

”کیوں کیشیا؟ ایسا ہی ہوا ہے کیا؟“ والدہ نے ملامت سے اسے دیکھا۔

کیشیا نے آزردگی سے سر جھکایا اور رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ ”ہم اتنے بدصورت کیوں ہیں ماما؟“

”تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ ہم بدصورت ہیں؟“ والدہ نے نرمی سے استفسار کیا۔

”یہاں آنے والا ہر شخص ہمیں ایسی حقارت بھری نظروں سے دیکھتا ہے جیسے ہم حقیر کیڑے یا کائنات کی کوئی رذیل مخلوق ہیں۔“ آنسو اس کی آنکھوں سے چھلکنے کے لیے تیار تھے۔

”ہم بدصورت نہیں ہیں کیشیا۔ حقیر اور رذیل بھی نہیں ہیں۔ ہمیں بھی اسی خداوند نے تخلیق کیا ہے۔ فتور اور خلل ان سفید فاموں کے ذہن میں ہے۔ احساس برتری کا فتور۔ تکبر کا خلل۔ کیا ہمیں بھی خداوند نے انہی کی طرح دو ہاتھ دو پاؤں اور ذہانت سے بھرا ذہن نہیں دیا؟ رنگت کے فرق کے علاوہ ہم کسی طور پر ان سے مختلف نہیں۔ ہم ایک جیسے انسان ہیں۔“

”وہ جب ایسی باتیں کرتے ہیں تو دل دکھتا ہے۔“ کیشیا نے معصومیت سے کہا۔

”دل مضبوط کرو میری بچی! خود کو اتنا طاقتور بنالو کہ یہ سفید فام تمہاری عزت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔“ والدہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

”لیکن ایسا کیسے ممکن ہو گا؟“ وہ حیرت سے بولی۔

”بھئی! میں نے تو ڈاکٹر بننا ہے۔ ایسی اچھی ڈاکٹر کہ ہر سفید فام مجھ سے علاج کروانے کے لیے تڑپے۔“ تریشا نے اطمینان سے کہا۔

کیشیا کی آنکھوں میں چمک بیدار ہوئی۔

”ٹھیک ہے! میں بھی اب مزید لگن اور محنت سے تعلیم حاصل کروں گی۔ میں سفید فام دنیا کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دوں گی۔ میں انہیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دوں گی کہ سیاہ فام اس کائنات کی بدصورتی ہرگز نہیں ہیں۔“ وہ ایک عزم سے کہنے لگی۔

”میری نیک تمنائیں، خلوص اور کوششیں تمہارے ساتھ ہیں۔“ تریشا نے محبت سے اسے دیکھا۔

”میں بھی ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہوں۔“ والدہ نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

کیشیا نے اس کے بعد پڑھائی کو اپنا جنون بنا لیا۔ اب اس نے سفید فاموں کی کوئی بھی بات دل پر لگانی

چھوڑ دی تھی۔ احساس تفاخر اور نسلی غرور میں مبتلا وہ سفید فام اس پر حقارت کے پتھر برساتے تو وہ ان پتھروں کو اپنی منزل کے لیے زادِ راہ بنا لیتی۔ کچھ ہی عرصہ بعد اسے امریکا کی ”ہارورڈ یونیورسٹی“ میں وظیفے کی بنیاد پر داخلہ مل گیا۔ کیشیا اپنی خوش قسمتی پر بہت مسرور و مشکور تھی۔

امریکا آمد کے بعد بھی اسے اسی آزار کا سامنا تھا لیکن ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھائی کے دوران کیشیا نے کسی بھی لمحہ محنت اور لگن کا دامن نہ چھوڑا۔ سیاہ فام ہونے سے نفرت کا تناسب اور شدت اس قدر شدید تھی کہ کبھی کبھی روح بوجھل ہو جاتی۔ اس لمحہ وہ خود سے لپٹ کے گہری سانس بھرتی اور اپنے عزم کا اعادہ کرنے لگتی۔ کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس نے اپنے اصل خواب کی جانب پہلا قدم بڑھا دیا۔ وہ رضاکارانہ طور پر سیاہ فام طلبہ کو ٹیوشن پڑھانے لگی۔

”یہ تم نے کیا کام شروع کر دیا ہے کیشیا؟“ تریشا نے ایک بار اس سے دریافت کیا۔

”منزل کی جانب پہلا قدم بڑھایا ہے بس۔“ وہ سادگی سے بولی۔

”کیسی منزل بھئی؟“ تریشا الجھی۔

”سیدھی سی بات ہے بھئی! تم جب اپنی اصل نوکری کا آغاز کرو گی تو اس سے پہلے کچھ عرصہ ہاؤس جاب کرو گی۔ بس یوں سمجھ لو کہ یہ میری ہاؤس جاب ہے۔“ اس نے مزید سادگی سے کہا۔

”کیا؟“ تریشا حیرت سے اچھل پڑی۔ ”تم ٹیچر بننا چاہتی ہو؟“

”بننا نہیں چاہتی۔ میں ٹیچر بن چکی ہوں۔ اور یہ پیشہ مستقل بنیادوں پر اختیار رکھوں گی۔“ کیشیا نے اطمینان سے جواب دیا۔

”اس پیشے میں کوئی اسکوپ نہیں ہے۔ ویسے بھی جسے کسی کو کوئی ملازمت نہیں ملتی وہ ٹیچر بن جایا کرتا ہے۔“ تریشا نے اسے سمجھانا چاہا۔

”مجھے کسی اسکوپ یا مالی فائدے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے یہ پیشہ اس لیے اختیار کیا ہے کہ ہر سیاہ فام کو ذہنی طور مضبوط کر سکوں۔ ہر سفید فام کا نسلی تفاخر ختم کر سکوں۔ اب ہر کسی کے پاس تم جیسی بہن اور ماما جیسی والدہ تو میسر ہوتی نہیں جو اسے ذہنی مضبوطی اور منزل کی راہ فراہم کر سکیں۔ یہاں نسلی تعصب کی تاریکی اس قدر دبیز ہے کہ میں نے اکثر سیاہ فاموں کو اس اندھیرے میں اپنی شناخت کھوتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیاہ فاموں کے لیے یہاں ایسی حقارت و نفرت ہے کہ اس حقارت بھرے ماحول میں ہر خود دار کا عزم، سوچ، خواب اور خواہشات کہیں غرق ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنا آپ ہی کھو دیتے ہیں۔ میں اسی شناخت کی تلاش میں ان کی مددگار بننا چاہتی ہوں۔“

کیشیا کے پُر عزم لہجے پر تریشا کا دل پگھلنے لگا۔ وہ اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے بولی۔ ”بہت ساری نیک خواہشات میری بہن! میں ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہوں۔“

”شکریہ میری بہن! میں بہت خوش قسمت ہوں کہ تم جیسی بہن نصیب ہوئی۔“ کیشیا نے محبت سے چور انداز میں کہا۔

”لیکن اس سفر میں پڑھائی کو نظر انداز مت کر بیٹھنا۔ پڑھائی پر پوری توجہ رکھنا۔“ تریشا اسے یاددہانی کروانا نہ بھولی۔

مراسلات

٭ گلوبل ٹیچر پرائز ورکی فاؤنڈیشن کی جانب سے شعبۂ تدریس میں نمایاں خدمات انجام دینے والے معلم کے لیے سالانہ ایک ملین کا انعام ہے۔ تعلیمی معیار پر پورا اترنے والے اساتذہ کی حوصلہ افزائی دنیا بھر کے عوام کے لیے عمل ہوتی ہے۔ اساتذہ عالمی طور پر بھی خود کو نامزد کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد عالمی ٹیچر پرائز اکیڈمی کی طرف سے فاتح کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس میں ہیڈ ٹیچرز، ماہرین تعلیم، مبصرین، صحافی، سرکاری حکام، ٹیکنالوجی انٹرپرینیورز، کمپنی ڈائریکٹرز اور دنیا بھر کے سائنس دان شامل ہوتے ہیں۔

٭ گلوبل ٹیچر پرائز کو تدریس کا نوبل انعام بھی کہا جاتا ہے۔

٭ ورکی فاؤنڈیشن کے سربراہ کا کہنا ہے۔

”ہم اساتذہ کو معاشروں کے طور پر فروغ دینا چاہتے ہیں۔ انسانی زندگیوں پر اساتذہ کے مثبت اثرات کو اجاگر کرنے کے لیے کسی معیاری علامت کا ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں عالمی طور پر اہم ترین پیشہ ہے۔ اساتذہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کے مطابق مناسب احترام سے کائنات پرامن اور پرسکون بنائی جا سکتی ہے۔“

PARHLO.COM.PK
Protected with free version of Watermarkly. Full version doesn't put this mark.

"بالکل نہیں! اگر ایسا ہوا بھی تو تم ہوناں میرے کان کھینچنے کے لیے۔" کیشیا ہنسی۔

"خداوند تمہیں یونہی ہنستا مسکراتا اور اپنے ہر مقصد میں کامیاب رکھے۔" تریشا نے خلوص دل سے دعا کی۔

اس کے بعد کیشیا نے اپنی لگن مہمیز تر کر دی۔ ہارورڈ یونیورسٹی سے ٹاپ کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہو کر اس نے شعبہ تدریس مستقل طور پر اختیار کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے ریاست میری لینڈ میں "بین الاقوامی ہائی اسکول لینگلی پارک بلیڈنزبرگ" میں ملازمت کر لی۔

"اس ملازمت کی کوئی خاص وجہ کیشیا؟" تریشا نے استفسار کیا۔ "کیا ذمہ داریاں ہوں گی تمہاری اس اسکول میں؟"

"ہاں! بہت سی وجوہات ہیں۔ یہاں نویں اور دسویں جماعت کے طلبہ کو انگریزی پڑھاؤں گی۔ میرے طلبہ پہلی نسل کے امریکی، تارکین وطن اور پناہ گزین (ELLs) ہوں گے۔ یہ لوگ بنیادی طور پر افریقا، مشرق وسطیٰ، کیریبین، جنوبی اور وسطی امریکا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً چھانوے فیصد افراد کم آمدنی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں مہاجر ہونے کے باعث زبان اور ثقافتی رکاوٹوں کے مسائل درپیش ہیں۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"مجھے یقین ہے کہ تم ان مسائل پر آسانی سے قابو پالو گی۔" تریشا پُراعتماد تھی۔

"شکریہ ڈاکٹر!" کیشیا نے چہک کر کہا۔

ملازمت کے آغاز سے ہی کیشیا اپنے ذہن میں ایک بھرپور حکمت عملی طے کر چکی تھی۔ اسے طلبہ کی شناخت اور کمرا جماعت کے ماحول میں توازن پیدا کرنا تھا۔ اسے طلبہ کو سماجی و جذباتی (SEL) انصاف کا نقطۂ نظر سکھانا تھا۔ وہ ثقافتی طور پر جوابدہ تدریس نافذ کرنا چاہتی تھی۔ وہ نصاب کے ذریعہ ان سب طلبہ کو ایک باہم تری میں مربوط کرنے کی خواہش مند تھی۔ طلبہ کی حاضری میں اضافہ اور صحت مند غذائیات کی فراہمی بھی اس کی ترجیحات میں شامل تھے۔ اس نے طلباء کے ساتھ صحت مند تعلقات استوار کرنے کے علاوہ والدین سے بھی بہترین روابط قائم کرنے تھے۔ اپنے ان مقاصد کے حصول کے لیے کیشیا نے بھرپور انداز میں کمر کس لی۔ عوامی مباحثوں، مختلف سیمینارز اور تربیتی ورکشاپ میں حصہ لے کر کیشیا نے بہت جلد ریاستی سطح پر اپنی مثبت شناخت قائم کر لی۔ اس نے تریشا کے تعاون سے "یو ایس ایلیٹ انٹرنیشنل ٹریک اینڈ فیلڈ اکار پوریشن" کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک بہترین اور غیر منافع بخش ادارہ تھا جو پوری دنیا کے طلباء ایتھلیٹس کو اپنی صلاحیتیں ایک بہترین ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ اس طرح طلبہ فنڈز اسکالرشپ کے ذریعے امریکی کالجوں اور یونیورسٹیوں تک رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ اس ادارے کا ایک اور مقصد بین الاقوامی اسکالر شپ پروگرام سے استحصال پسند آمدنی والے گھرانوں اور خطرے میں سمجھے جانے والے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کی رسائی میں مدد فراہم کرنا بھی تھا۔ کیشیا ان کی کامیابی کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم کرنے میں تعاون کرتی۔ اس نے ادارے کی دیگر انتظامیہ کی مدد سے یوایس کالج کوچز کا ایک نیٹ ورک بنایا جس کے ساتھ مکمل اسکالرشپ حاصل کرنے کے لیے طالب علم ایتھلیٹس کا 'جوڑا' بنایا جاتا۔ اگلے کچھ برسوں میں اس نے سیکڑوں طلبہ کی مکمل ایتھلیٹ ٹریک اور فیلڈ اسکالر شپ کے حصول میں مدد کی۔ یوایس ایلیٹ کے طلبہ نے نوّے فیصد سے زائد کالجوں کی گریجویشن حاصل کی۔ تقریباً بیس فیصد نے ماسٹرز کی ڈگری اور آٹھ فیصد نے پوسٹ گریجویٹ ڈگریاں حاصل کیں۔

ان کاوشوں کے ساتھ ساتھ کیشیا نے نوآموز اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کا آغاز بھی کر دیا۔ وہ نسلی تعصب کے خلاف ہونے والے مظاہروں اور سیمینارز کا حصہ بنتی۔ اپنے دلائل ٹھوس اور منطقی انداز میں پیش کرتی۔ ان خدمات کے عوض اسے 'واشنگٹن ٹیچرز یونین' کا حصہ بنایا گیا۔ کیشیا نے ہر ایک مرحلے میں اپنا نکتۂ نظر اور طلبہ کی فلاح و بہبود کے اقدامات بھرپور انداز میں منوائے۔ طلبہ کے لیے اس کا ذاتی نظریہ ریاستی و قومی سطح پر مقبول ہونے لگا تھا۔ وہ برملا ایک ہی بات کہا کرتی۔

"ہر بچے کو ایک چیمپئن کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ایسا بالغ جو کبھی بھی ان سے دست بردار نہ ہو۔ جو باہمی تعامل کی اہمیت سمجھتا ہو۔ اس کی لگن اور تحریک طلبہ کو بہترین بن جانے پر مائل کرے۔ وہ اپنے طلبہ کے ساتھ مضبوط تعلقات استوار کرے۔"

چند برس مزید گزرے تو کیشیا نے اپنے ایک اور خواب کی تکمیل کا آغاز کر دیا۔ وہ عالمی نکتۂ نظر سے نصاب کی تشکیل کرنا چاہتی تھی۔ یہ نصاب طلبہ کی ثقافت اور معاشرے میں موجود واقعات سے ہم آہنگ ہوتا۔

کیشیا کا یہ خواب بھی جلد ہی شرمندۂ تعبیر ہو گیا۔ اس نے بہامس کے اسکولوں سے شراکت داری کر کے نصاب کو ایک نئی جہت دی۔ اس تشکیل میں سماجی انصاف کا عنصر بہرحال غالب تھا تاکہ طالب علم کی شناخت کی تلاش اور شہری ذمہ داری کو فروغ دیا جا سکے۔

کیشیا نے طلبہ کی بھرپور انداز میں حوصلہ افزائی کی تاکہ وہ اپنی کہانیاں سنائیں۔ معاشرے میں مرد و زن کے کردار کو تلاش کریں۔ اس بات کا تجزیہ کریں کہ ادب انسان کو انصاف اور غیر منصفانہ معاشروں کے بارے میں کیسے سکھاتا ہے؟ دوسرے اقلیتی گروہوں کی شناخت اور جدوجہد کی تحقیق کی جائے۔ کیشیا کی ان کوششوں سے انگریزی زبان سیکھنے والوں کی پڑھائی میں چالیس فیصد اضافہ ہوا۔ پچاس فیصد سے زائد طلبہ کورس کے لیے کالج کا کریڈٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کاوشوں میں مگن کیشیا کا صرف یہی خواب تھا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کے اوراک میں پسماندہ ترین طلبہ کی مدد کرتی رہے۔ وہ کالج کی پڑھائی مکمل کر کے پیشہ ورانہ زندگی کا بہترین آغاز کر سکیں۔ مواقع کی کمی سے لے کر کورونا وائرس جیسے وبائی مرض سے مضبوط ذہنی انداز میں نمٹ سکیں۔

کیشیا تھورپ کی یہ خدمات قومی سطح پر بے حد پسندیدگی اور عزت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگیں۔ اسے ریاستی میری لینڈ کے گورنر کی جانب سے 'میڈل آف ایکسی لینس' ملا۔ اس کے بعد قومی سطح پر 'نیشنل لائف ٹیچر آف دی ایئر' کا ایوارڈ ملا۔ کیشیا کی یہ لگن اس قدر جاذب رخ اختیار کر گئیں کہ اسے 2021 میں گلوبل ٹیچرز پرائز کے دس بہترین اساتذہ کی فہرست میں منتخب کر لیا گیا۔ ارجنٹائن، کینیڈا، فلپائن، میکسیکو، گھانا، فرانس، برطانیہ، آسٹریلیا اور ایران سے چیدہ دیگر اساتذہ میں اپنا نام پا کر اسے برسوں قبل کی وہ اذیت یاد آ گئی جس کے بعد اس نے زندگی اور سوچ کا دھارا تبدیل کر دینے والے اس پیشے کا انتخاب کرنے کا عزم کیا تھا۔

گلوبل ٹیچرز پرائز کی تقریب پیرس میں یونیسکو ہیڈ کوارٹرز میں منعقد کی گئی۔ اداکار ایڈرائیل کی جانب سے 'فاتح' کا نام پکارے جانے پر کیشیا کچھ لمحوں کے لیے اپنے حواس سے قابو ہی کھو بیٹھی۔ اس کا وجود شل ہو گیا تھا۔ زندگی بھر کی اذیت اور اپنی جدوجہد کی تھکن آنکھوں میں آنسو بن کر امڈ آئی۔ اسٹیج پر پہنچ کر انعام لیتے ہوئے لرزتی ہاتھ میں فاتح

مسلم لیگ

آل انڈیا نیشنل کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہ ایک غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے۔ تاہم کچھ عرصے کے بعد مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اس دعوے کے باوجود کانگریس اصل میں ہندوؤں کی جماعت ہے۔ چنانچہ ان میں آہستہ آہستہ یہ خیال زور پکڑنے لگا کہ کانگریس کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو کر آزادی کی جنگ لڑنے کی بجائے ایک علیحدہ جماعت قائم کر لینی چاہیے۔ مسلمان کے حقوق کے بارے میں ہندوؤں کا جو طرز عمل تھا اس کا اندازہ مسلمانوں کو بنگال کی تقسیم کے موقع پر ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ان کے ذہن نشین ہو گئی تھی کہ ہندوستان کی سیاست میں ہندو مسلمان کے راستے الگ الگ ہیں۔ 1905ء میں جب لارڈ کرزن نے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور مشرقی بنگال و آسام کو ملا کر ایک نیا صوبہ قائم کیا گیا۔ جس میں مسلمانوں کی بڑی واضح اور نمایاں اکثریت تھی تو مسلمانوں نے بڑی خوشی منائی۔ گھر انے کے نفل پڑھے، لیکن بنگالی ہندوؤں نے جن میں کلکتے کے لوگ پیش پیش تھے۔ اس پر بڑا شور و غل مچایا اور تقسیم کے خلاف بڑے زور کی ایک تحریک شروع کر دی۔

وہ اپنی سماعت میں انہی تقریرات کی بازگشت محسوس کر رہی تھی جن کی اذیت نے اسے یہ مسافت اختیار کرنے کی تحریک دی تھی۔ وہ لرزیدہ آواز اور سنسناتے اعصاب پر قابو پائے محض اتنا ہی کہہ سکی۔

"میں یہ منفرد پلیٹ فارم گلوبل ٹیچر پرائز بنانے کے لیے ورکی اور ورکی فاؤنڈیشن کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ یہ اسی ادارے کا کمال ہے کہ دنیا بھر سے اساتذہ و اپنی جدوجہد دنیا بھر میں پہنچا سکیں۔ اپنے تجربات عالمی سامعین کے گوش گزار کر سکیں۔ ہم سب کو مجموعی طور پر تدریسی پیشے کی حیثیت بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سائل، آزاد اور بھری دنیا میں اساتذہ کی پشت پناہی سے ہی ایک بہتر کل بنایا جا سکتا ہے۔ ایسا کل جہاں نسلی تعصب اور انسانی تحقیر کا بالکل کوئی نام و نشان نہیں ہوگا۔"

++

Protected with free version of Watermarkly. Full version doesn't put this mark.